نبی اکرم ﷺ بحیثیتِ تاجر

مفتی محمد راشد ڈسکوی

کائنات میں بسنے والے افرادِ انسانی کی کامل رہبری کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا جاتا، سب سے آخر میں سردار الانبیاء، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ کو مبعوث کیا گیا، سب سے آخر میں بھیج کر، قیامت تک کے لیے آنجناب ﷺ کے سر پر تمام جہانوں کی سرداری ونبوت کا تاج رکھ کر اعلان کر دیا گیا کہ: ’’لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔‘‘ (الأحزاب:۲۱) یعنی اے دنیا بھر میں بسنے والے انسانو! اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر اور پُرسکون بنانا چاہتے ہو تو تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی مبارک ہستی میں بہترین نمونہ موجود ہے، ان سے راہنمائی حاصل کرو اور دنیا وآخرت کی ابدی خوشیوں اور نعمتوں کو اپنا مقدر بناؤ، گویا کہ اس اعلان میں دنیا میں بسنے والے ہر ہر انسان کو دعوتِ عام دی گئی ہے کہ جہاں ہو، جس شعبے میں ہو، جس قسم کی راہنمائی چاہتے ہو، جس وقت چاہتے ہو، تمہیں مایوسی نہ ہوگی، تمہیں تمہاری مطلوبہ چیز سے متعلق مکمل راہنمائی ملے گی، شرط یہ ہے کہ تم میں طلبِ صادق ہونی چاہیے، چنانچہ! تاجر ہو یا کاشتکار، شریک ہو یا مضارب، مزدور ہو یا کوئی بھی محنت کش، ماں ہو یا باپ، بیٹا ہو یا بیٹی، میاں ہو یا بیوی، مسافر ہو یا مقیم، صحت مند ہو یا مریض، شہری ہو یا دیہاتی، اگر وہ چاہے کہ میرے لیے میرے شعبے میں راہنمائی ملے، تو اس کے لیے جنابِ رسول اللہ ﷺ کی مبارک ہستی میں نمونہ موجود ہے۔ مذکورہ آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے سامنے جنابِ رسول اللہ ﷺ کو نمونہ کے طور پر پیش کیا ہے کہ میرے اس محبوب کو دیکھو، تمہیں ہر چیز ملے گی، اپنے سے متعلق روشنی حاصل کرو اور اس پر عمل پیرا ہو کر اللہ کے محبوب بن جاؤ۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تشریح میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

’’هٰذه الآية الكريمة أصلٌ كبيرٌ في التأسّي برسول اللّٰه ﷺ في أقواله، وأفعاله، وأحواله۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الأحزاب:۳۱، ۶/۳۹۱)

’’یہ آیت کریمہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی اتباع کرنے میں بہت بڑی بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔‘‘

www.banuri.edu.pk

سایہ کررہے ہوتے تھے، یہ سب کچھ دیکھ کر میسرہ تو آپ ﷺ سے بہت ہی زیادہ متاثر تھا، واپسی میں ظہر کے وقت جب واپس پہنچے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بالاخانے میں بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ اونٹ پر بیٹھے اس طرح تشریف لارہے تھے کہ دو فرشتوں نے آپ ﷺ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ بیٹھی ہوئی عورتوں نے یہ منظر دیکھ کر بہت تعجب کیا، اور پھر جب میسرہ کی زبانی سفر کے عجائب، نفع کثیر اور نسطورا راہب اور اس جھگڑا کرنے والے شخص کی باتیں سنیں تو بہت زیادہ متأثر ہوئیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ دوراندیش، مستقل مزاج، شریف، باعزت اور بہت مال دار عورت تھیں، انہوں نے آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیج کر نکاح کرلیا، اس وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ (ملخّص وبتغیر **8** من الطبقات الکبریٰ، ذکر خروج رسول اللہ ﷺ إلی الشام فی المرۃ الثانیۃ، ذکر تزویج رسول اللہ ﷺ خدیجۃ بنت خویلد: ۱/ ۱۰۷-۱۰۹)

یمن کی طرف دو سفر

جو تجارتی اسفار نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے کیے، ان میں دو سفر یمن کی طرف بھی تھے، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ''المستدرک'' میں نقل کیا ہے:

''**استأجرت خدیجة رضوان اللّٰہ علیها رسول اللّٰہ ﷺ سفرتین إلٰی جُرَشَ، کل سفرةٍ بقَلوصٍ۔**'' (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، ومنھم خدیجۃ بنت خویلد، رقم الحدیث: ۴۸۳۴، ۳/ ۲۰۰)

''حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کو جرش (یمن کے ایک مقام) کی طرف دو بار تجارت کے لیے اونٹنیوں کے عوض بھیجا۔''

بحرین کی طرف سفر

نبوت سے قبل آپ ﷺ کے بحرین کی طرف سفر کرنے کا بھی اشارہ ملتا ہے، وہ اس طرح کہ جس طرح آپ ﷺ کی خدمت میں عرب کے تمام دور دراز مقامات سے وفود حاضر خدمت ہوتے رہے، انہی وفود میں بحرین سے وفدِ عبدالقیس بھی آیا تو آپ ﷺ نے اہل وفد سے بحرین کے ایک ایک مقام کا نام لے کر وہاں کے احوال دریافت فرمائے تو لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ تو ہمارے ٥ کے احوال ہم سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ: ہاں! میں تمہارے ٥ میں خوب گھوما ہوں۔ (۴)

تجارتی اسفار میں آپ ﷺ کے خصائل حمیدہ

نبی اکرم ﷺ اپنی عمر مبارک کے پچیسویں سال تک تجارتی اسفار میں اپنے اخلاقِ کریمانہ، حسن معاملہ، راست بازی، صدق و دیانت کے وجہ سے اتنے زیادہ مشہور ہو چکے تھے کہ خلقِ خدا میں

www.banuri.edu.pk

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''صادق وامین'' کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے، لوگ کھلے اعتماد کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے دھڑک اپنی امانتیں رکھواتے تھے، انہی خصائل کی بنا پر حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی رغبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوئی تھی اور پیغام نکاح بھیج دیا تھا۔

لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنا

تجارتی معاملات کی کامیابی کے لیے معاملات کی صفائی اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز اہم ترین کردار ادا کرتا ہے، اور یہ صفات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود تھیں، چنانچہ حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں میرے شریک ہوتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرکاء میں سے بہترین شریک تھے، نہ لڑائی کرتے تھے اور نہ ہی جھگڑا کرتے تھے۔ (۵)

بحث وتکرار سے اجتناب

مسلمان تاجر کی صفات میں سے ایک صفت معاملات کے وقت شور شرابا اور آپس کی بے جا بحث وتکرار سے بچنا بھی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وصف عظیم کی گواہی زمانہ نبوت سے پہلے بھی دی جاتی تھی، چنانچہ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری تعریف اور میرا تذکرہ کرنے لگے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہاری نسبت ان سے زائد واقف ہوں، میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! آپ سچ فرماتے ہیں، آپ زمانہ جاہلیت میں میرے شریک ہوتے تھے، اور آپ کتنے بہترین شریک ہوتے تھے کہ نہ شور شرابا (بحث وتکرار) کرتے تھے اور نہ جھگڑا کرتے تھے۔ (۶)

ایفائے وعدہ

وعدوں کی پاسداری تجار کی بہت بڑی خوبی شمار ہوتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ وصف کیسا تھا؟! اس بارے میں ''حضرت عبداللہ بن ابی حمساء رضی اللہ عنہ'' سے روایت ہے کہ میں نے نبوت ملنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرید وفروخت کا ایک معاملہ کیا، خریدی گئی شئے کی قیمت میں سے کچھ رقم میرے ذمہ باقی رہ گئی، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ میں کل اسی جگہ آ کر آپ کو بقیہ رقم ادا کردوں گا، پھر میں بھول گیا، اور مجھے تین روز بعد یاد آیا، میں اس جگہ گیا، تو دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوان! تم نے مجھے اذیت پہنچائی، میں تین دن سے اسی جگہ پر تمہارا منتظر ہوں۔ (۷)

نبوت کے بعد معاشی صورت حال

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت مل جانے کے بعد حصول معاش کے لیے کچھ کیا یا نہیں؟ اس

www.banuri.edu.pk

بارے میں بالاتفاق قول فیصل یہ ہے کہ بعثت کے بعد آپ ﷺ نے اپنی محنت اور توجہ صرف اور صرف احیائے دینِ متین کی طرف مبذول کردی تھی۔ بعثت کے بعد آپ ﷺ سے کسی بھی قسم کی معاشی مشغولیت کا ثبوت نہیں ملتا ہے، البتہ! دین کے دیگر شعبوں کی طرف راہنمائی کی طرح اس شعبے کی بھی بہت واضح اور تفصیلی انداز میں راہنمائی کی، اس میدان سے کامیابی کے ساتھ گزر جانے والوں کو جہاں بہت بڑی بڑی بشارتیں سنائیں تو وہاں اس میدان کے چور، ڈاکوؤں اور خائنوں کو وعیدیں سنا سنا کر انہیں لوٹ آنے کی طرف بھی متوجہ کیا، نبی اکرم ﷺ کے فرمودات کا جائزہ لیا جائے تو عبادت کے احکام اور معاملات کے احکام میں ایک اور تین کی نسبت نظر آئے گی، یعنی: عبادات سے متعلق احکام ایک ربع اور معاملات سے متعلق احکام تین ربع ملیں گے، چنانچہ! کتبِ فقہ میں اہم ترین کتاب ''ہدایہ'' کو دیکھ لیا جائے کہ اس کی چار ضخیم جلدوں میں سے صرف ایک جلد عبادات کے بارے میں ہے اور تین جلدیں معاملات کے بارے میں ہیں، اسی سے شعبہ معاملات کی اہمیت کا اندازہ کرلیا جائے۔

حوالہ جات

۱:......''ترک عبد اللّٰہ بن عبد المطلب أم أیمن وخمسة أجمال أوارک، یعنی: تأکل الأراک، وقطعة غنم، فورث ذٰلک رسول اللّٰہ ﷺ۔'' (الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۱/۸۰)

۲:......''عن جابر رضی اللّٰہ عنه قال: کنا مع النبی ﷺ ونحن نَجتَنِی الکَبَاث، فقال النبی ﷺ: ''علیکنّ بالأسودَ منه، فإنه أطیب، وإنی کنت آکله زَمَنَ کنت أرعیٰ''، قالوا: یا رسول اللّٰہ ! أو کنتَ ترعیٰ؟ فقال: ''وهل بُعِث نبیٌ إلا وهو راعٍ۔''
(صحیح ابن حبان، کتاب الإجارة، ذکر العلة التی من أجلها قال ﷺ للکباث الأسود: إنه أطیب من غیره، رقم الحدیث: ۵۱۴۴، ۱۱/۵۴۴)

۳:......''لما بلغ رسول اللّٰہ ﷺ اثنتی عشرة سنة، خرج به أبو طالب إلی الشام فی العیر التی خرج فیها للتجارة ونزلوا بالراهب بحیرا، فقال لأبی طالب فی النبی ﷺ ما قال، وأمره أن یحتفظ به، فرده أبو طالب معه إلی مکة۔''
(الطبقات الکبریٰ، ذکر أبی طالب وضمه رسول اللہ ﷺ إلیه، وخروجه معه إلی الشام فی المرة الأولی: ۱/۹۹)

۴:......''حدثنا شهاب بن عباد أنه سمع بعض وفد عبد القیس وهم یقولون: قدمنا علی رسول اللّٰہ ﷺ، فلما دنا منه الأشج أوسع القوم له، وقالوا: ها هنا یا أشج! فقال النبی ﷺ واستویٰ قاعدا، وقبض رجله: ''ها هنا یا أشج!'' فقعد عن یمین النبی ﷺ، فرحب به، وألطفه، وسأله عن بلادهٖ، وسمّی له قریة قریة، الصفا والمشقر وغیر ذٰلک من قری هجر، فقال: بأبی وأمی یا رسول اللّٰہ! لأنت أعلم بأسمآء قرانا منّا، فقال: ''إنی قد وطئت بلادکم، وفسح لی فیها۔''
(مسند أحمد بن حنبل، بقیة حدیث وفد عبد القیس، رقم الحدیث: ۱۵۵۵۹، ۲۴/۳۲۷)

۵:......''قال قیسؓ: ''وکان رسول اللّٰہ ﷺ شریکی فی الجاهلیة، فکان خیر شریک، لا یماری ولا یشاری۔''
(الإصابة فی تمییز الصحابةؓ، القاف بعدها الیاء، ۵/۴۷۱)

۶:......''عن السائب، قال أتیت النبی ﷺ، فجعلوا یُثنُونَ علیّ ویذکرونی، فقال رسول اللّٰہ ﷺ: ''أنا أعلمکم''، یعنی: به، قلت: صدقت بأبی أنت وأمی، کنت شریکی، فنعم الشریک، کنت لا تُداری ولا تُماری۔'' (سنن أبی داوٗد، کتاب الأدب، رقم الحدیث: ۴۸۳۶)

۷:......''عن عبد اللّٰہ بن أبی الحمساء قال بایعتُ النبیَّ ﷺ بِبَیعٍ قَبلَ أنْ یُبعَث، وبَقِیَتْ له بقیةٌ، فوعدتُّه أنْ أٰتِیَه بها فی مکانِه، فنسیتُ، ثم ذکرتُ بعد ثلاثٍ، فجئتُ، فإذا هو فی مکانِه، فقال: ''یا فتیً! لقد شققتَ علیَّ، أنا ها هُنا منذُ ثلاثٍ، أنتظِرُک۔'' (سنن أبی داوٗد، کتاب الأدب، باب فی العدة، رقم الحدیث: ۴۹۹۸)